# حضرت نبی کریم صلعم

# فرمان ہائے امن و آزادی

حق و صداقت کے دشمن جوش تعصب میں آکر کہنے کو تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) ظالم تھے۔ جابر تھے اور یہ کہ انھوں نے غیر مذاہب کے پیروں کی مذہبی آزادی سلب کرلی۔ اور رواداری سے مطلق کام نہ لیا لیکن اگر وہ بے لاگ خالی الذہن اور تعصب سے الگ ہو کر تاریخ عالم کا مطالعہ کریں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ جسوقت حضورؐ کا ظہور پُر نور ہوا۔ اُسوقت اور اس سے پہلے اور بعد بھی جہاں جہاں اسلام کے قدم نہیں پہنچے۔ دنیا کی ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک میں لوٹ مار اور قتل و غارتگری کا بازار گرم تھا جسے حضور ہی نے آکر سختی کے ساتھ روکا اور اسکی جگہ نرمی اور شفقت تعلیم دی۔ اسوقت ہر ایک قوم اور ملک میں زبردست زیردستوں پر ناقابل برداشت ... ہے تھے جسے حضور ہی کی ذات والاصفات نے پوری قوت سے بند کیا اور اسکی ... رحم و رافت کی تلقین فرمائی۔ ہاں اسوقت دنیا کی تمام اقوام اور ممالک میں خواہ وہ مہذب تھے یا غیر مہذب مذہبی آزادی نام کو نہ تھی۔ مگر یہ سرور کائنات ہی کا وجود با جود تھا جسنے اپنی بہترین طاقتیں صرف کرکے دنیا میں خیالات کی آزادی اور رواداری کو قائم کیا یقین جانئے اس زمانہ میں دنیا کے ہر ایک معروف یا غیر معروف ملک اور قوم میں برسر اقتدار لوگ اپنا مذہب اور تہذیب تیغ و سنان ہی کے بل پر منواتے تھے۔ مگر یہ اس

تعداد طبع ٹریکٹ ہٰذا ... چالیس ہزار بار اول

محسن جہاں ہی کا احسان ہے کہ دنیا سے اس بدترین ظلم کو بڑی سختی کیساتھ مٹایا۔ اور ہدایت فرمائی کہ دوسروں کو ہم خیال بنانے کے لئے دباؤ نہیں بلکہ اخلاق فاضلہ کی ضرورت ہے اور نہ صرف یہ تعلیم دی بلکہ خود عملاً ایسا کر کے دکھایا۔

اس محدود ٹریکٹ میں اتنی گنجائش نہیں کہ ہم تاریخ عالم سے اس قسم کی سندات نقل کریں جو ہمارے بیان کی پُر زور تائید کرتی ہیں مگر تاہم یہاں اُسوقت کی غیر مہذب نہیں بلکہ مہذب اقوام کی عام ذہنیت کا نمونہ پیش کئے دیتے ہیں جن سے ناظرین کرام معلوم کر سکیں گے کہ طلوع آفتاب اسلام سے قبل اہل دنیا کس قسم کی ذہنیت میں مبتلا تھے۔

**رومیوں کی ذہنیت** | دنیا میں رومی سلطنت بڑی مہذب اور متمدن سمجھی گئی ہے مگر دیکھئے اس بارہ میں اسکے بلند مرتبہ افراد کس قسم کے خیالات رکھتے تھے؟ مشہور فاضل یورپین مؤرخ لیکی اپنی تاریخ اخلاق یورپ میں لکھتا ہے کہ جب شہنشاہ روم اغسطوس تخت نشین ہوا تو اسوقت مشہور رومن فاضل مِسینس نے اسے نصیحت کی کہ:۔

"ہمیشہ اور ہر مقام پر اپنے ملک کے دستور کے بموجب اپنے دیوتاؤں کی عبادت کرنا۔ اور دوسروں کو بھی اسی امر پر مجبور کرنا۔ جو لوگ نئے نئے مذہب پھیلانا چاہیں انہیں سخت سے سخت سزائیں دینا۔ . . . سچے خداؤں کے منکروں اور دین میں اینچ پینچ پیدا کرنیوالوں کے ساتھ ہرگز کبھی رواداری کا برتاؤ نہ کرنا" (ترجمہ تاریخ اخلاق یورپ جلد اول صفحہ ۲۳۳)

**مسیحی دنیا کی ذہنیت** | فاضل اجل ڈریپر نے اصحاب کلیسا کی ذہنیت کا بیان ان لفظوں میں کیا ہے کہ اسوقت

"مذہبی لوگوں میں عام رائے یہی تھی کہ لوگوں کو اُنھیں باتوں پر ایمان رکھنے پر مجبور کرنا جائز ہے جن پر گروہ کثیرہ ایمان لاچکا تھا۔ اور اگر کوئی انکار کرے تو اُسے سزا دینا بھی درست ہے" (ریویو ۱۲/۳)

**ہندوستانی ذہنیت** | اور تو اور، خود ہمارے اپنے ملک کے لوگ اس شک کو

اپنا نصب العین بنائے ہوئے تھے کہ:۔

"یواؤ منیئت تے مُولے ہیتُو شا سترا شریا دُوبجہ یہ سادھُو بھر ہش
کا ریو ناستکو وید مِندکر"

یعنے جو لوگ ادھر ادھر کی دلیلوں سے وید اور شاستروں کی نفی کرتے ہیں انھیں ذات برادری اور ملک سے خارج کر دینا چاہئیے۔

زردشتی قوم کی ذہنیت | پارسیوں کی ذہنیت جاننے کے لئے خود حضرت زرتشت کا ہی قول سُن لیجئے۔ بقول مصنف "اسلام اور ایران"۔

"گشتاسپ نے اپنے عہد میں مجوس مذہب بزور شمشیر پھیلایا۔ زرتشت کا مقولہ تھا کہ شمشیر و دین توام بہنیں ہیں"

الغرض اسوقت کی تمام اقوام اور مذاہب کی ذہنیت یہی تھی کہ مخالف خیالات کے لوگوں کو جبرًا اپنا ہم خیال بنانا چاہئیے اور جو نہ بنے اسے سخت سے سخت سزا دینی جائز ہے۔ مگر قربان جائیں آمنہ کے لال پر جس نے دنیا میں آکر اس قسم کی غلیظ اور بد ترین ذہنیت کو لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (دین میں کوئی جبر نہیں) کہکر مٹا دیا اور اسوقت کی جن قوموں اور جماعتوں سے حضور کو واسطہ پڑا ان سب کو باوجود کامل اقتدار رکھنے کے پوری پوری آزادی بخشی اور مسلمانوں کو ان سے روادارانہ برتاؤ کرنے کی پرزور ہدایت فرمائی۔

ممکن ہے ہمارے حقیقت پر مبنی بیان کو خوش اعتقادی پر محمول کیا جائے اسلئے ہم ذیل میں بطور نمونہ مشتے از خروارے رحمۃ للعالمین کے چند ایک معاہدات اور فرمان نقل کرتے ہیں جو لا اکراہ فی الدین کے سنہری دستور العمل کو عملی جامہ پہنانے کیلئے حضور نے اس زمانہ کے یہودیوں۔ عیسائیوں۔ بت پرستوں اور پارسیوں کو عطا فرمائے ماحصل ہے کہ ان معاہدات اور فرمانہائے امن و آزادی کو پڑھکر حق جو اصحاب جان لینگے کہ دنیا میں صرف نبی کریم صلعم کی ہی ذات ستودہ صفات تھی جس نے قوت اور طاقت حاصل ہونے پر بھی کسی کو

اختلاف عقائد کی بنا پر تنگ نہیں کیا۔ بلکہ جب بھی کسی غیر قوم سے واسطہ پڑا اسے کامل اور مکمل مذہبی آزادی بخشی اور اپنے عمل سے دنیا میں امن۔ حریت۔ مساوات رواداری اور مسالمت کی ایسی تیز رو چلادی کہ جسکو روکنا کسی کے بس کی بات نہ رہی۔

**عرب کے یہودیوں کو فرمان آزادی۔**

جو سند حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے یہودیوں کو عطا فرمائی بقول سر ولیم میور وہ ان شرائط پر مبنی تھی۔

(۱) "یہودیوں کی مدد اور اعانت کی جائیگی۔ ان کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائیگا۔ نہ ان کے خلاف کسی دشمن کو مدد دی جائیگی۔ یہودی اپنے مذہب پر قائم رہینگے اور مسلمان اپنے مذہب پر اور اگر کوئی ان پر حملہ کریگا تو ایکدوسرے کی مدد کرینگے۔" (لائف آف محمد صفحہ ۱۹۲)

حضور انور نے اہالیان مدینہ کو جس میں مسلمانوں کے علاوہ یہودی بھی تھے مشرک اور بت پرست بھی امن و آزادی کا فرمان بایں الفاظ عطا فرمایا۔ جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں تحریر ہے۔

(۲) "یہ فرمان محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے تمام مسلمانوں کو خواہ وہ قریش ہوں خواہ اہل یثرب۔ اور سب لوگوں کو خواہ وہ کسی مذہب اور کسی قوم کے ہوں جنھوں نے مسلمانوں سے صلح اور آشتی رکھی ہی لکھدیا ہے کہ صلح اور جنگ کی حالت سب مسلمانوں کے لئے عام ہوگی اور کسی مسلمان کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ برادران اسلام کے دشمنوں سے صلح یا جنگ کرے۔ یہود جو ہماری حکومت اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں تمام اذیتوں اور ذلتوں سے بچائے جائینگے۔ اور ہماری امت کے ساتھ مساوی حقوق ان کو ہماری نصرت اور حمایت اور حسن سلوک کے حاصل رہینگے۔ یہودان بنی عوف۔ بنی نجار۔ بنی حارث۔ بنی جشم۔ بنی غالب۔ بنی اوس اور سب باشندگان یثرب مسلمانوں کے ساتھ ملکر ایک قوم سمجھی جائیگی۔ اور وہ اپنے اعمال مذہبی کو ویسی ہی آزادی سے بجا لائینگے جیسے مسلمان اپنے امور دینی کو ادا کرتے ہیں۔ یہود کی حفاظت اور حمایت میں جو لوگ ہیں یا جو ان سے دوستی رکھتے ہیں ان کو بھی تحفظ اور آزادی حاصل رہیگی۔ یہود مسلمانوں کی شرکت یثرب و مدینہ کے بچانے میں کریں گے۔۔۔ اور تمام وہ لوگ جو

اس فرمان کو قبول کرینگے یثرب میں محفوظ اور مامون رہینگے۔ مسلمان اور یہود کے دوست آشنا کا بھی ویسا ہی اعزاز کیا جائیگا جیسا کہ خود یہود کا۔ سب سچے مسلمان اس شخص سے بیزار رہینگے جو کسی گناہ یا ظلم نا اتفاقی یا بغاوت کا مرتکب ہوگا اور کوئی شخص کسی مجرم کی حمایت نہ کریگا۔ گو وہ کیسا ہی قریبی اور عزیز ہو۔ آئندہ جو تنازعات ان لوگوں میں ہونگے جو اس فرمان کو قبول کرتے ہیں ان کا فیصلہ خداوند عالم کے حکم کے مطابق رسول اللہ فرمائینگے[1]

**بنی ضمرہ کو امن و آزادی کا پروانہ** | حضور نے جو معاہدہ بنو ضمرہ سے کیا وہ حسب ذیل ہے:۔

(۳) ھذا کتاب من محمد رسول اللہ لبنی ضمرۃ انھم امنین علی اموالھم وانفسھم وان لھم النصر علی من رامھم الا ان یحاربوا فی دین اللہ مابل بحر صوفۃ وان النبی اذا دعاھم لنصرہ اجابوہ۔ الخ

یہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تحریر ہے جو بنی ضمرہ کیلئے ان لوگوں کا جان اور مال محفوظ رہیگا اور جو شخص ان پر حملہ کریگا اسکے مقابلہ میں انکی مدد کی جائیگی بجز اس صورت کے کہ یہ لوگ مذہب کے مقابلہ میں لڑیں اور پیغمبر جب ان کو مدد کیلئے بلائینگے تو یہ مدد کو آئینگے۔

(بحوالہ روض الانف و زرقانی جلد ۱ صـ ۲۴۲ - سیرت النبی علامہ شبلی صـ ۲۸۹)

**بنو مدلج سے امن و آزادی کا معاہدہ** | بنو مدلج چونکہ بنو ضمرہ کے حلیف اور ساتھی تھے اسلئے ان سے بھی حضرت نبی کریم صلعم نے انہی لفظوں میں معاہدہ فرمایا کہ:۔

(۴) "یہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تحریر ہے بنو مدلج کے لئے ان لوگوں کا جان اور مال محفوظ رہیگا۔ اور جو شخص ان پر حملہ کریگا اسکے مقابلہ میں انکی مدد کی جائے گی۔ بجز

[1] ہماری خواہش تھی کہ ہر ایک فرمان اصل عربی زبان میں نقل کیا جاتا لیکن چونکہ یہاں اتنی گنجائش نہیں اسلئے مجبوری ہے ہاں اس موضوع پر جو الگ مستقل تصنیف شائع کی جائیگی اس میں عربی عبارت اور اسکے اصل ماخذ کا حوالہ بھی دیا جائیگا فی الحال یہی کافی سمجھا جائے۔

اس صورت میں کہ یہ لوگ مذہب کے مقابلہ میں لڑیں۔ اور پیغمبرؐ جب ان کو مدد کے لئے بلائینگے تو یہ مدد کو آئینگے"

**یوحنا ابن روبہ حاکم ایلہ کو امن و آزادی کا فرمان**

جب یوحنا ابن روبہ والئ ایلہ تین سو آدمیوں کو ساتھ لیکر مقام تبوک حضور کے پاس حاضر ہوُا اور جزیہ دینا قبول کر کے صلح کا عریضہ پیش کیا تو اسوقت حضور نے اسے بایں الفاظ نامۂ امن عطا کیا۔

(۵) "یہ امن نامہ ہے اللہ اور اسکے رسول محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے یوحنا بن روبہ اور ساکنان ایلہ کے پادریوں اور باقی لوگوں کیلئے جو خشکی اور تری میں ہوں وہ اللہ اور اسکے نبیؐ کی امان میں ہیں۔ اس عہدنامہ کے بعد اگر کوئی شخص کوئی نئی بات کا مرتکب ہوگا یعنے عہد کو توڑیگا تو اسکے مال و جان خطرہ میں پڑ جائینگے۔ اور ان کو کسی پانی کے چشمے پر جس پر کہ وہ وارد ہوں یا کسی رستہ خشکی اور تری سے جس پر وہ چلنا چاہیں روک ٹوک نہوگی۔ یہ عہدنامہ جہیم ابن الصلت اور شرجیل ابن حسنہ نے حضور کے حکم سے تحریر کیا اور روبہ والوں کے حوالہ کیا گیا" (بحوالہ نموا لنبیاز مکتوبات نبوی صہ ۲۵)

**اہل جربہ و اذرح کو امن و امان کا فرمان**

اہل جربا اور اذرح بھی وفد کی صورت میں حضرت کے پاس بمقام تبوک حاضر ہوکر امن و صلح کے خواستگار ہوئے۔ چنانچہ انھیں بھی حضور انورؐ نے مندرجہ ذیل امان نامہ عطا فرمایا:-

(۶) "یہ تحریر ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو اللہ کا نبیؐ اور رسول ہے اہل جربا اور اذرح کے نام۔ (کیونکہ) وہ اللہ اور اسکے رسول کی امان اور پناہ میں آگئے۔ اور سال بعد ہر ایک ماہ رجب میں وہ ایک سو دینار (جو مسلمانوں کے لئے) طیب ہے ادا کرینگے۔ اور انھوں نے عہد کیا ہے کہ وہ مسلمانوں سے احسان اور ہمدردی کا اظہار کرینگے اور اگر کوئی مسلمان کسی خوف اور گھبراہٹ کے وقت ان کے پاس پناہ لیگا تو اس کی مدد کریں گے" (" صہ ۳۶)

**منذر بن ساری کے نام یہود و مجوس کیلئے آزادی کا پروانہ**

حضرت نبی کریم صلعم نے جہاں دوسری والیان ملک کو دعوت اسلام کے خطوط لکھے وہاں ایک خط منذر بن ساری کو بھی علاء بن حضرمی کے ہاتھ بھیجا تھا جس کا جواب انکی طرف سے یہ آیا کہ:-

"یارسول اللہ میںنے آپ کا خط باشندگان بحرین کو سنایا بعض نے اسلام کو پسند کیا اور اس میں داخل ہوئے اور بعض نے اسکو ناپسند کیا میرے ملک میں یہود اور مجوس ہیں آپ ان کی نسبت کیا حکم فرماتے ہیں؟"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً یہ لکھوا بھیجا کہ:-

(۷) "محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کیطرف سے منذر بن ساری کے نام سلام علیک میں اُس خدا کی تعریف کرتا ہوں کہ جسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہی معبود ہے اور محمد اس کا رسول ہے لیکن تجھ کو خدائے عزوجل کی یاد دلاتا ہوں اب جو میری بات قبول کریگا وہ اپنا ہی بھلا کریگا اور جو میرے رسولوں (مبلغوں) کی اطاعت اور انکے حکموں کی تعمیل کریگا وہ گویا میری اطاعت کریگا۔ جو ان سے اچھا سلوک کریگا وہ مجھ سے ہی نیک سلوک کریگا ہمارے قاصدوں نے تمہاری نسبت اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے اور میںنے تمہاری قوم کو تمہاری نسبت سفارش کی ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور مسلمان ہوئے انکو اسلامی حالت پر رہنے دو اور جنھوں نے نہیں مانا ان کو میںنے معاف کیا ہے تم بھی ان کو معاف کر دو۔ اور جبتک اپنا کام (عدل و انصاف) اچھا کرتے رہوگے معزول نہیں کئے جاؤ گے۔ اور جو لوگ یہودیت اور مجوسیت پر قائم ہیں (وہ اسپر قائم رہیں مگر) ان سے جزیہ لیا جائے۔"

(صہ ۔۱۹-۲۰)

**حارث بن عبد کلال وغیرہ کو حمیر کے یہود و نصاریٰ کیمتعلق مذہبی آزادی کی ہدایت**

جب حضور انور کو واپسی تبوک کے موقع پر ایک قاصد کی زبانی معلوم ہوا کہ حارث بن عبد کلال وغیرہ والئ حمیر مسلمان ہوگئے تو انھیں حضور نے ایک مکتوب بھیجا جس میں

یہود ونصاریٰ کے متعلق لکھا تھا کہ :-

(۸) "اگر کوئی یہودی یا نصرانی مسلمان ہو جائے۔ اسکے لئے بھی وہی حقوق ہونگے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ اور جو اپنی یہودیت اور نصرانیت پر جما رہے اسکو اسکے دین سے پھیرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ اور ایسے لوگ خواہ اصیل ہوں یا غلام مرد ہوں یا عورت ان سے ایک دینار جزیہ لیا جائے۔ یا اسکے موافق کوئی چیز یا کپڑا۔ پس جو جزیہ ادا کریگا وہ خدا اور اسکے رسول کی پناہ میں ہے۔ اور جو ادا نہ کریگا وہ خدا اور اسکے رسول کا دشمن سمجھا جائیگا"

(" " صـ۴۲)

**نجران کے عیسائیوں سے امن اور مذہبی آزادی کا معاہدہ**

جو وفد نجران کے پادریوں کا مدینہ میں حاضر ہوا تھا ان سے حضور علیہ السلام کا جو معاہدہ ہوا اس میں ایک فقرہ یہ بھی تھا کہ :-

(۹) "نجران والوں کو خدا اور محمدؐ رسول اللہ کی حفاظت حاصل ہوگی۔ جان اور مذہب اور زمین اور جائداد کے متعلق ان سب کو جو حاضر یا غائب ہیں۔ صاحب قبلہ ہیں یا اتباع کرنے والے ہیں انکی حالت میں اور حقوق میں کوئی تغیر نہ کیا جاویگا۔ اور جو کچھ کم یا زیادہ انکے قبضہ میں ہے۔ اسے نہ بدلا جائیگا۔ پچھلے زمانہ کی شبہات یا قتل کے جھگڑے ان پر نہ چلائے جائینگے۔ وہ بیگار میں نہ پکڑے جاوینگے۔ ان سے دہکی نہ لیجاویگی۔ ان کے علاقہ سے فوج عبور نہ کریگی۔"

(رحمۃ للعالمین جلد اول صـ۲۰۶)

**نجران والوں کو دوسرا فرمان**

چند روز کے بعد ایک فرمان اور بھی نجران کے پادریوں کو عطا ہوا تھا جس کے الفاظ بقول سرولیم میور یہ تھے :-

(۱۰) "پیغمبرؐ نے بشپوں۔ پادریوں اور راہبوں کو یہ تحریر دی کہ ان کے گرجاؤں۔ عبادات اور خانقاہوں میں ہر ایک چھوٹی بڑی چیز جیسی تھی ویسی ہی برقرار رہے۔ خدا اور اس کے رسول نے یہ عہد کیا ہے کہ نہ تو کوئی بشپ اپنے عہدے سے اور نہ کوئی راہب اپنی خانقاہ سے

اور نہ کوئی پادری اپنے منصب سے خارج کیا جائے" اور نہ ان کے اختیارات۔ حقوق اور معمول میں کسی قسم کا تغیر ہونے پائے اور جبتک وہ امن وصلح اور سچائی کے ساتھ رہیں۔ نہ ان پر جبر و تعدی کی جائے اور نہ وہ کسی پر جبر یا زیادتی کریں"۔

(لائف آف محمد صفحہ ۱۵۸)

**تمام عیسائیوں کے لئے فرمان آزادئ مذہب۔**

نجران کے عیسائیوں کو جو فرمان ملا وہ تو صرف انہی تک محدود تھا۔ مگر بعد میں حضور نے تمام عیسائیوں کیلئے آزادی کا پروانہ لکھدیا اور اپنے متبعین کو تاکید کی کہ اسکی تعمیل قیامت تک کی جائے اور کبھی بھول کر بھی اس سے انحراف نہ کیا جائے۔ فرمان نبوی کا ترجمہ یہ ہے:۔

(۱۱) "یہ عہدنامہ ہے جسکو محمدؐ بن عبداللہ رسول اللہ بشیر و نذیر اور اسکے امین نے لکھا ہے تاکہ اسکے بعد لوگوں کا کوئی عذر و بہانہ باقی نہ رہے۔ اس عہدنامہ کو میںنے مشرق و مغرب نزدیک و دور حال اور بعد کے عیسائیوں اور ملک عرب اور غیر عرب معروف و غیر معروف نصاریٰ کے واسطے لکھا ہے۔ مسلمانوں (میں) سے جسنے (بھی) اس عہد کو توڑا اور اس سے تجاوز کیا وہ خدا تعالیٰ (کے حضور) وعدہ شکن ٹھہریگا۔ اور اپنے وثیقہ کا خود ناقض ہوگا اور وہ خدا کی لعنت کا سزاوار بنیگا خواہ کوئی بادشاہ ہو یا رعیت۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کوئی راہب یا سیاح وغیرہ پہاڑ، جنگل، آبادی، صحرا، اور ریگستان اور عبادت گاہ میں حمایت کا خواستگار ہوگا تو میں مع اپنے اعوان و انصار واہل ملت و تابعداروں کے انکی حمایت کے لئے ان کے دشمنوں کو ہٹاؤنگا اور مدافعت کرونگا۔ کیونکہ وہ میری رعیت اور میرے اہل ذمہ ہیں یعنی میرے وعدہ پر ہیں اور میں دشمنوں کی ایذا و ضرر اور تکلیف۔ معاہدہ والوں سے اس مالیت (جزیہ) کے بدلہ رفع کرونگا جسکی ادائیگی کا انھوں نے وعدہ کیا ہے۔ اگر ان کی مرضی ہو کہ وہ اپنے وجود و اموال کی خود حفاظت و نگہبانی کریں تو ان پر اس امر میں کوئی جبر و اکراہ نہ کیا جاوے کسی بشپ کو اس

عہد سے اور کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے اور کسی عابد کو اسکی عبادتگاہ سے اور کسی سیاح کو اس کی سیاحت سے روکا نہ جائے۔ ان کا کوئی گرجا و عبادت گاہ ویران و منہدم نہ کیا جائے۔ ان کے گرجوں کے مال میں سے کوئی چیز مسلمانوں کی مسجدوں اور گھروں کے بنانے میں داخل نہ کی جائے جسنے ایسا کام کیا اسنے خدا و رسول سے وعدہ شکنی کی۔ اور راہبوں و بشپوں پر کوئی جزیہ و تاوان نہ رکھا جائے۔ اور وہ جنگل میں ہوں یا دریا میں خواہ وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں خواہ جنوب میں ہوں یا شمال میں میں ان کے لئے اس عہد کا ذمہ وار ہوں اور وہ (عیسائی) میرے ذمہ اور میرے وعدہ (امن) پر ہیں۔ اور وہ ساری مکروہات سے میرے امان میں ہیں۔ اور جو انسان پہاڑوں اور امکنہ متبرکہ میں عبادت کیلئے گوشہ گزیں ہوں۔ جو کچھ بوتے ہیں۔ اس کا ان سے خراج اور عشر نہ لیا جائے اور غلہ کی کمی پر ان کی امداد کا ذمہ نہیں۔ جنگ میں نکلنے کی تکلیف ان پر لازم نہ ٹھہرائی جاوے۔ اور نہ ان سے جزیہ لیا جائے۔ خراجی اور دولتمند صاحب اموال اور زمیندار اور سوداگر سے بارہ درہم سالانہ سے زیادہ نہ لیا جاوے اور کسی کو جور وظلم سے حصول مالگذاری پر مکلف نکیا جاوے۔ کوئی مذہبی مباحثہ و مجادلہ پیش آوے تو ان سے بحسن اخلاق و تہذیب کلام سے پیش آنا چاہئے۔ اور وہ جہاں ہوں رحمت کا بازو ان پر مبسوط رہے (یعنے رحمت کا سایہ ان پر رہے) اور ایذا ان سے رفع کی جاوے۔ اور جسنے خدا کا وعدہ توڑا اور اسکی ضد پر کھڑا ہوا اسنے خدا و رسول کی وعدہ شکنی کی۔ ان کے عبادتخانے مکانات کی مرمت کرنے کے لئے ان کو امداد دی جائے اور یہ بات (مدد لینا) ان کے دین میں جائز ہے۔ اور ان میں سے کسی پر آلات حرب کا رکھنا لازم نہ ٹھہرایا جائے بلکہ مسلمان ان کی حفاظت کرینگے اور اس عہد کی خلاف ورزی قیامت تک نہ ہو" (خطبات و مکتوبات محمدیہ ص ۸ تا ۹)

غالبا اسی فرمان کی بنا پر اڈمنڈ اولی ورینے لکھا ہے کہ:

## فرمان نبوی کے متعلق یوروپین مصنف اڈمنڈ اولی ور کی رائے

"سنہ ہجری کے چوتھے سال (۶۲۶ء) پیغمبر اسلام نے خانقاہِ سینٹ کیتھرائن متصل کوہ سینا کے راہبوں اور تمام عیسائیوں کو پوری آزادی اور وسیع حقوق عطا کئے۔ اور ساتھ ہی اسکے اس امر کا بھی اظہار کردیا کہ اگر کوئی مسلمان ان احکام کی خلاف ورزی کریگا تو وہ خدا کے عہد کو توڑنے والا۔ اسکے احکام کی خلاف ورزی کرنے والا۔ اور اپنے دین کا ذلیل کرنے والا خیال کیا جائیگا۔ اس حکم کی رو سے خود پیغمبر ان کے ذمّہ دار ہوئے اور نیز اپنے پیروؤں کو تاکید کی کہ وہ عیسائیوں کے گرجاؤں۔ راہبوں کے مکانوں اور نیز زیارت گاہوں کو ان کے دشمنوں سے بچائیں۔ اور تمام مضر اور تکلیف رساں چیزوں سے پورے طور پر ان کی حفاظت کریں۔ نہ ان پر بیجا ٹیکس لگایا جائے نہ کوئی اپنے حدود سے خارج کیا جائے۔ نہ کوئی عیسائی اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کیا جائے۔ نہ کوئی راہب اپنی خانقاہ سے نکالا جائے۔ اور نہ کوئی زائر زیارت سے روکا جائے اور نہ مسلمانوں کے مکان اور مسجد بنانے کی غرض سے عیسائیوں کے گرجا مسمار کئے جائیں (برخلاف اس کے) عیسائیوں سے اس امر کی توقع نہیں رکھی جاتی تھی نہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر انکے دشمنوں سے مقابلہ کریں۔ اسلئے کہ خراج گذاروں کو جنگ و جدل سے کچھ تعلق نہیں۔ مسلمانوں کی عیسائی بیبیاں اپنے مذہب پر قائم رہتیں اور اس بنا پر ان کو کسی قسم کی تکلیف و ایذا نہیں دی جاتی تھی۔ پیغمبر اسلام نے اس مشہور معاہدے میں یہ بھی لکھا کہ اگر عیسائیوں کو گرجاؤں یا صومعوں کی تعمیر میں یا اپنے کسی مذہبی امر میں مدد کی ضرورت ہو تو مسلمانوں کو ہر طرح ان کی اعانت کرنی چاہیئے۔ تم یہ خیال نہ کرو کہ اس سے ان کے مذہب میں شرکت ہوتی ہے بلکہ یہ صرف ان کی احتیاج کو رفع کرنا اور رسول خدا کے ان احکام کی پیروی کرنا ہے۔ جو خدا کے حکم سے ان کے حق میں تحریر کئے گئے

ہیں۔ جنگ کے وقت یا اس زمانہ میں جب کہ مسلمان اپنے دشمنوں سے برسرپیکار ہوں کسی عیسائی سے اسلئے نفرت یا عداوت نہیں رکھنی چاہئے کہ وہ مسلمانوں میں رہتا ہے۔ جو کوئی مسلمان کسی عیسائی سے ایسا سلوک کریگا تو وہ نامنصف اور رسول کا نافرماں بردار سرکش خیال کیا جائے گا۔ یہ شرائط تھیں اس سند کی جو پیغمبر اسلام نے عیسائیوں کو عطا کی۔ یہ ایک نہایت وقیع اور عظیم الشان پروانۂ آزادی اور دنیا کی تاریخ میں اعلیٰ درجہ کی مساوات حقوق کی ایک شریفانہ اور قابل وقعت یادگار ہے"

(اعظم الکلام بحوالہ "جنگ روس، وروم" مصنفہ ایڈمنڈ اولی ورلف ۱۷۱، ۱۷۲)

**حضرت نبی کریم صلعم کا پروانۂ آزادی ایران کے پارسیوں کو۔**

اب ہم ایک ایسا فرمان نقل کرتے ہیں جو حضور صلعم نے پارسیوں کو عطا کیا جس میں نہ صرف فرخ بن شخصان کو (جس کے نام وہ فرمان ہے) ہر قسم کی مذہبی آزادی بخشی بلکہ اسکے ذریعہ تمام زردشتیوں کو ان کے جائز حقوق اور خیالات کی آزادی عطا فرمائی۔

ہر چند کہ اس فرمان کی نقل کسی اسلامی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذری۔ لیکن چونکہ اس فرمان کو شائع کرنے والے خود پارسی ہیں اور وہی اس کی صحت پر مُصر ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کی ایک پرانی نقل ایران میں ابتک محفوظ ہے اور بقول مسٹر نریمان پارسی "ایران کے پارسی بعض یورپین سیاحوں کو بھی اسی مضمون کا فرمان دکھلاتے رہتے ہیں۔ اور یہ فرمان حکام کی زیادتیوں سے پارسیوں کو بہت کچھ محفوظ و مامون رکھنے کا باعث ثابت ہوتا رہا ہے"

(پیسہ اخبار یکم اکتوبر ۱۹۱۲ء صـ۳) اس لئے ذیل میں اسکے بعض[لہ] فقرات

لہ پورا فرمان انشاء اللہ پھر کبھی شائع کیا جائے گا۔

درج کئے دیتے ہیں۔ امید ہے انھیں دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائے گا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط منجانب رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) بنام فرخ بن شخصان برادر سلمان (رضی اللہ عنہ) اور اس کے اہل خاندان اور اولاد کے لئے جو دنیا میں زندہ ہیں .... خواہ وہ مسلمان ہو جائیں یا اپنے دین پر قائم رہیں ....... یہ میرا مکتوب (فرخ بن شخصان) کے لئے خدا کی حفاظت ہے۔ نیز اس کی اولاد کے لئے ان کی جانوں کے متعلق جہاں کہیں وہ رہیں میدان میں یا جبل پر اور جو کنوئیں اور چراگاہیں ان کے قبضہ میں ہیں ان پر انھیں آزادی حاصل رہے گی۔ ان کے ساتھ نہ بے انصافی ہونی چاہیئے اور نہ ظلم۔ اور جن لوگوں کے روبرو میرا یہ مکتوب پڑھا جائے انھیں چاہیئے کہ ان کی (یعنے فرخ بن شخصان اور ان کی اولاد کی) حفاظت کرے۔ انھیں آزاد رہنے دے اور دوسروں کو بھی انہیں نقصان نہ پہنچانے دے۔ اور توہین یا تشدد کے ذریعہ ان سے عداوت ظاہر نہ کرے میں ان کے مخصوص سر منڈانے اور زنّار پہننے سے درگذر کرتا ہوں اور ادائیگی ٹیکس بھی تا یوم حشر و نشر مع دیگر قیود اور مکلفات کے معاف کرتا ہوں۔ وہ بالکل آزادی سے اپنے آتشکدوں پر اور ان کے متعلق زمین اور دوسری املاک ملحقہ پر قابض رہیں گے۔ ان کو لباس فاخرہ استعمال۔ رکاب۔ تعمیر عمارات و اصطبل۔ جنازوں کے لیجانے اور ہر اس کام کرنے سے جس کے لئے ان کا مذہب اجازت دیتا ہو کوئی شخص نہیں روک سکتا۔ ان کے ساتھ ہر (غیر مسلم) ذمی سے زیادہ بہتر برتاؤ ہوگا ...

پس کسی کو میری اس وصیت (تاکیدی حکم) کی جو میں نے سلمان کے ہم مذہبوں اور ان کی آنے والی نسلوں کی آزادی اور حفاظت کے لئے کی ہے۔ مخالفت نہ کرنی چاہیئے۔ بلا لحاظ اس کے کہ وہ اسلام لاتے ہیں یا اپنے

قدیم دین پر رہتے ہیں۔ جو شخص میرے اس حکم کی اطاعت کرے گا اسپر خدا کا کرم ہوگا۔ لیکن جو خدا اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ یوم قیامت تک لعنت میں رہیگا۔ جس نے ان کے ساتھ کرم کیا اس نے میرے ساتھ کرم کیا اور ایسے شخص کو اللہ سے اجر حاصل ہوگا۔ اور جو انھیں ستاتا ہے وہ مجھے ستاتا ہے۔ میں یوم قیامت تک اس کا دشمن رہوں گا۔ اس کی سزا نار جحیم ہے اور میں اس کی شفاعت سے بری ہوں "

بحوالہ رسالہ "عہدنامہ" بمبئی اخبار وکیل امرتسر ۱۸ اپریل ۱۹۲۵ء

(یہ رسالہ "عہدنامہ" پارسیوں کی انجمن "ایران گنگ" بمبئی کے زیر اہتمام شائع ہوتا ہے۔)

تلاش کرنے پر اور بھی اس قسم کے کئی ایک معاہدے اور فرمانِ آزادی نقل کئے جا سکتے ہیں مگر افسوس ہے کہ اس مختصر سے ٹریکٹ میں مزید کی گنجائش نہیں۔ اگر خدا تعالےٰ نے توفیق دی تو اس مسئلہ پر جو مبسوط رسالہ الگ زیر تصنیف ہے اس میں وہ بھی نقل کر دیئے جائینگے۔ لیکن حق پسندوں کیلئے تو محولہ بالا فرمان اور معاہدات بھی یہ جاننے کے لئے کافی سے بہت زیادہ ہیں کہ حقیقت میں اگر کسی انسان نے غیر مذاہب کو ہر قسم کی آزادی بخشی اور ان کو وہ تمام حقوق عطا کئے جس کا انسانیت تقاضا کرتی ہے تو وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات قدسی صفات ہے۔ اور یہی وہ وجود با جود ہے جس نے کہ غیر مسلموں کو امن اور آزادی عطا کر کے دنیا میں مذہبی رواداری کی انمٹ مثال قائم کی اور آج جن مہذب اقوام میں رواداری اور خیالات کی آزادی کا جذبہ پایا جاتا ہے وہ محض اسی بزرگ و برتر انسان کی سعی حسنہ کا نتیجہ ہے۔

اب ان روشن اور درخشاں تاریخی حقائق کے ہوتے ساتے ہمیں کسی قسم کی حاشیہ آرائی مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن تاہم اتنا ضرور عرض کرینگے کہ ہمارے وہ برادران وطن جو دشمنان حق کے جھوٹے پروپیگنڈے سے متاثر ہو چکے ہیں۔ ان صحیح مستند اور ناقابل تردید تاریخی شہادتوں پر مخلع بالطبع ہوکر غور کریں اور سوچیں کہ دشمنان اسلام کا حضرت نبی کریم صلعم ایسی رحیم شفیق اور کریم النفس ہستی پر ظلم و جور کا الزام لگانا اپنے اندر کچھ بھی حقیقت رکھتا ہے؟ کیا جس خیر خواہ انسانیت نے دنیا میں سب سے پہلے رواداری کا پرچم لہرایا اسپر مذہبی تنگدلی اور جبر و اکراہ کا بہتان باندھنا کسی حالت میں بھی درست ہو سکتا ہے؟ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے ہندو بھائی اور دوسرے غیر مسلم اصحاب ان تاریخی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ امن و اتحاد کے مخالفوں اور حق و صداقت کے دشمنوں کی پُرتزویر جھوٹی اور فساد انگیز باتوں پر کان نہ دھریں گے۔ بلکہ جہاں تک ان سے ممکن ہوگا انصاف اور راستی کی خاطر جہاں بھی حضور انور کے خلاف اس قسم کی بہتان طرازی ہوتی دیکھیں گے مردانہ وار اس کی تردید بھی کرینگے۔ اس ضروری گذارش کے بعد خدائے قدوس کے حضور دست بدعا ہوتے ہیں کہ وہ ہمارے برادران وطن کو حق و صداقت کے سمجھنے اور مخالفین کے جھوٹے پروپیگنڈے کو رد کرنے کی طاقت بخشے۔ آمین۔

خاکسار

فضل حسین احمدی مہاجر
لوکل سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ قادیان

۱۴، مئی ۱۹۲۹ء

# برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول حصہ اول و دوم

یہ دلآویز اور اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ اسکے پہلے حصہ کی چند جلدیں باقی ہیں۔ اور دوسرا اب چھپا ہے ضرورتمند احباب جلد منگوالیں۔ ورنہ ختم ہو جائیگی۔ اسمیں نہ صرف آنحضرت صلعم کے دعوی نبوت کی صداقت وحقانیت ہی غیرمسلم علماء کی تحریروں سے ثابت کی گئی ہے بلکہ حضور پرنور کی پاکیزہ سیرت بیمثال قربانیوں اور عدیم النظیر احسانات کا بھی کافی ذکر آگیا ہے۔ جس جس مذہب کے جن جن لوگوں کی رائیں تحریریں اور نظمیں اسمیں جمع کی گئی۔ انیں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں جنکو پڑھکر احباب اس کتاب کی قدر وقیمت۔ سے بخوبی واقف ہو سکیں گے۔ اور امید ہے کہ انکی طرف سے اسکے لئے اتنی فرمائشیں آجائینگی کہ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی جلد شائع کر دیا جائے۔

آنحضرت صلعم کے قریشی دشمنوں کی رائیں:۔ النضر بن الحارث۔ ابوجہل۔ ابوسفیان۔ امیہ بن خلف۔ قریش عرب۔ عیسائی عالموں کی رائیں:۔ سر ولیم میور۔ مؤلفین انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا۔ مسٹر باسورتھ سمتھ۔ جے ڈبلیو ایچ شابرٹ ایم اے۔ مسٹر طامس کارلائل صاحب۔ مسٹر سٹینلے لین پول۔ ڈاکٹر جی ڈبلیو لیٹنر۔ ڈاکٹر جارج بیکر۔ پروفیسر مونٹ۔ ایڈورڈ گبن ڈاکٹر اسپرنگر۔ پروفیسر ڈی گیجی۔ واشنگٹن ارونگ۔ کونٹ ٹالسٹائے + آزاد خیال ہندو لیڈروں کی رائیں:۔ مہاتما گاندھی جی۔ ایڈیٹر رسالہ ست اپدیش۔ لالہ کشن داس صاحب۔ مسٹر سی۔ بی رام سوامی آئر۔ آنریبل مسٹر بھوپندر ناتھ۔ پروفیسر ٹی۔ ایل وسوانی۔ [illegible] نائیڈو + آریہ سماجی علماء کی رائیں:۔ لالہ لاجپت رائے صاحب۔ پروفیسر رام دیو صاحب [illegible] سناتن ناتھ صاحب وکیل۔ ڈاکٹر گوکل چند صاحب بیرسٹر۔ رائے بہادر ٹھاکر دت دھول [illegible] کی نعتیں:۔ لالہ لال چند فلک پنڈت پربھو دیال صاحب۔ لالہ دلو رام کوثری۔ مہاراجہ سر کشن پرشاد صاحب۔ پنڈت گنپتی لعل صاحب خستہ۔ وغیرہ وغیرہ۔ قیمت حصہ اول ۵ر حصہ دوم ۵ر

ملنے کا پتہ:۔ بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

رفیق عام پریس ہوریں باہتمام مولوی المنظور الزماں پرنٹر چھپا